بسم اللہ الرحمن الرحیم

سفیدہ وغیرہ فصل کی طرح کاشت کیے جانے والے درختوں پر عشر لازم ہوگا؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگ زرعی زمینوں میں گندم وغیرہ کے بجائے باقاعدہ سفیدے کے بہت سارے درخت لگادیتے ہیں اور فصل کی طرح ہی ان کی دیکھ بھال کرتے رہتے ہیں۔ پھر درخت بڑے ہوجانے پر کچھ فروخت کردیتے ہیں اور کچھ اپنے استعمال کے لئے رکھ لیتے ہیں۔ ان درختوں پر عشر لازم ہوگا یا نہیں؟

اسی طرح بعض اوقات زمین تو گندم وغیرہ فصل اگانے کے لئے استعمال ہوتی رہتی ہے، لیکن اس کے کناروں (جو کاشت کے لئے استعمال نہیں ہوتے، ان) پر سفیدے وغیرہ کے درخت اس لئے لگادیئے جاتے ہیں، تاکہ کھیتی کی حفاظت ہو اور گرمی میں سایہ بھی حاصل کیا جاسکے اور ضرورتاً یہ درخت بھی بیچے اور گھریلو ضروریات کے لئے استعمال کر لئے جاتے ہیں۔ ان پر عشر کا کیا حکم ہوگا؟

جواب

صورتِ مسئولہ میں زرعی زمینوں میں اُگائے جانے والے سفیدے کے درخت، کاٹنے کے بعد اپنے ذاتی استعمال کے لیے ہوں یا بیچنے کے لیے، بہر صورت ان پر عشر لازم ہوگا، کیونکہ اس طرح کے درخت اگر باقاعدہ فصل کی طرح کاشت کیے جائیں، تو ان پر عشر لازم ہوتا ہے۔ البتہ زمین کے کناروں پر لگائے گئے درختوں پر عشر لازم نہیں ہوگا، کیونکہ وہ درخت پیداوار حاصل کرنے کے لئے نہیں، بلکہ انہیں باقی رکھ کر کھیتی کی حفاظت اور سایہ حاصل کرنے کے لئے ہیں، لہذا ان پر عشر لازم نہیں ہوگا۔

نوٹ: بارش کے پانی سے سیراب کی جانے والی فصل میں عشر (دسواں حصہ) لازم ہوتا ہے اور ٹیوب ویل یا خریدے ہوئے پانی سے سیراب کی جانے والی فصل میں نصف عشر (بیسواں حصہ) لازم ہوتا ہے۔

زمینی پیداوار پر عشر لازم ہوتا ہے۔ چنانچہ امام شمس الائمہ سرخسی علیہ الرحمۃ (المتوفی سن: 483ھ) لکھتے ہیں: "الأصل عند أبي حنيفة رحمه الله تعالى أن كل ما يستنبت في الجنان ويقصد به استغلال الأراضي، ففيه العشر" ترجمہ: امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اصل یہ ہے کہ ہر وہ چیز جو باغوں میں اگائی جائے اور اس سے زمینوں کی آمدن مقصود ہو، تو اس میں عشر ہے۔ (المبسوط للسرخسی، باب عشر الارضین، ج3، صفحہ2، دار المعرفہ، بیروت)

عشر کے لزوم وعدم لزوم کا مدار، اس پیداوار سے زمین کی آمدن مقصود ہونے یا نہ ہونے پر ہے اور ہماری صورت میں بھی باقاعدہ سفیدے کے درخت کاشت کئے جارہے ہیں، لہذا ان پر عشر لازم ہوگا۔ چنانچہ علامہ شامی (المتوفی سن: 1252ھ) حاشیہ ابن عابدین میں فرماتے ہیں: "أن المدار على القصد، حتى لو قصد به ذلك، وجب العشر۔۔۔ وفي البحر: ويجب في العصفر والكتان و

بزره؛لأن كل واحد منها مقصود فيه۔۔۔فلو استنما أرضه بقوائم الخلاف وما أشبهه أو بالقصب أو الحشيش وكان يقطع ذلك ويبيعه، كان فيه العشر غاية البيان ومثله في البدائع وغيرها قال في الشرنبلالية: وبيع ما يقطعه ليس بقيد، ولذا أطلقه قاضي "ترجمہ: (عشر کے لازم ہونے یا نہ ہونے کا) مدار، (پیداوار کا) قصد کرنے پر ہے، یہاں تک کہ اگر اس نے اُس پیداوار کا قصد کیا، تو عشر لازم ہو جائے گا (ورنہ نہیں)۔۔۔ اور البحر الرائق میں ہے: اور کسم، سَن اور اس کے بیج میں عشر واجب ہے، کیونکہ ان میں سے ہر ایک کا قصد کیا جاتا ہے۔۔۔ لہذا اگر اپنی زمین میں بید یا نرکل یا گھاس وغیرہ اگایا اور اسے کاٹ کر بیچتا ہے، تو اس میں عشر واجب ہے، اور اسی کی مثل کلام بدائع الصنائع وغیرہ میں ہے، شرنبلالیہ میں فرمایا کہ کاٹی ہوئی چیز کو بیچنا شرط نہیں، اسی وجہ سے فتاوی قاضی خان میں اسے مطلق رکھا۔ (حاشیہ ابن عابدین، باب العشر، ج 02، صفحہ 327، دار الفکر بیروت، ملتقطاً)

اسی بارے میں عالمگیری، بدائع الصنائع اور البنایہ شرح الہدایہ وغیرہ میں ہے: "أما الحطب والقصب والحشيش لا تستنبت في الجنان عادة، بل تنقى عنها حتى لو اتخذها مقصبة أو مشجرة أو منبتا للحشيش يجب فيها العشر." ترجمہ: رہی بات لکڑی، سرکنڈے اور گھاس کی تو یہ عام طور پر باغوں میں نہیں اگائی جاتیں، بلکہ ان سے باغ صاف کیے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر کسی نے اسے سرکنڈوں، درختوں یا گھاس اُگانے کی جگہ بنا لیا، تو اس میں عشر واجب ہے۔ (البنایۃ شرح الہدایۃ، ج 3، صفحہ 424، دار الکتب العلمیۃ، ملتقطاً)

مزید زراعت کے طور پر لگائے گئے درختوں کے متعلق علامہ شامی (المتوفی سن: 1252ھ) العقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ میں لکھتے ہیں: "لا عشر في نفس الأشجار المثمرة۔۔۔ وإنما العشر في نفس الثمر وفي الأشجار المعدة للقطع" ترجمہ: پھل دار درختوں کی ذات میں عشر نہیں ہے،۔۔۔ عشر صرف پھل میں ہے اور ان درختوں میں ہے جو کاٹنے کے لیے تیار کیے گئے ہوں۔ (العقود الدریۃ فی تنقیح الفتاوی الحامدیۃ، باب الزکاۃ والعشر، ج 1، صفحہ 12، دار المعرفہ، ملتقطاً)

زرعی زمینوں کے کناروں پر لگے درختوں میں عشر لازم نہ ہونے کے متعلق علامہ ابن نجیم المصري (المتوفی: 970ھ) البحر الرائق شرح کنز الدقائق میں لکھتے ہیں: "لو كانت متفرقة في جوانب الأرض ووسطها مزروعة فلا شيء فيها" ترجمہ: اگر وہ (درخت) زمین کے کناروں پر منتشر ہوں اور اس کا درمیان کاشت شدہ ہو، تو ان میں کچھ (عشر) نہیں ہے۔ (البحر الرائق شرح کنز الدقائق، باب العشر و الخراج والجزیۃ، ج 5، صفحہ 116، دار الکتاب الاسلامی)

کھیتوں کے بند محلِ زراعت نہیں، لہذا ان میں عشر نہیں ہے۔ چنانچہ الدر المختار میں ہے: "وأما الأشجار التي على المسناة فلا شيء فيها" ترجمہ: اور رہے وہ درخت جو بند پر ہیں، تو ان میں کچھ (عشر) نہیں ہے۔

درمختار کی مذکورہ عبارت میں لفظ "المسناۃ" کی وضاحت کرتے ہوئے ردالمحتار میں ہے: "(قوله على المسناة) قال في جامع اللغة: المسناة العرم، وهو ما يبنى للسيل ليرد الماء. وحاصله: أنها ما يبنى حول الأرض ليرد السيل عنها، وتسمى حافتا النهر مسناة أيضا، والظاهر أن الحكم فيها كذلك لأن ذلك ليس محل الزرع، فلا يسمى شاغلا للأرض، فيكون تابعا لها" ترجمہ:

جامع اللغہ میں **"المسناۃ"** کا معنی **مسناۃ عرم** ہے، اور وہ سیلاب کے لیے بنائی گئی چیز (آڑ) ہوتی ہے، تاکہ پانی کو روکے، اور حاصلِ کلام یہ ہے کہ وہ ایسی چیز ہوتی ہے، جو سیلاب کو روکنے کے لیے زمین کے گرد بنائی جاتی ہے۔ اور دریا کے دونوں کناروں کو بھی **مسناۃ** کہا جاتا ہے، **اور ظاہر یہ ہے کہ ان کا حکم بھی ایسا ہی ہے، کیونکہ وہ جگہ کھیتی کی نہیں ہے، پس وہ زمین کو مشغول کرنے والی نہیں کہلائے گی، لہذا وہ زمین کے تابع ہوگی۔** (الدر المختار و حاشیۃ ابن عابدین، ج 4، صفحہ 189، دار الفکر، بیروت)

عشر یا نصف عشر لازم ہونے کی تفصیل کے متعلق صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی (المتوفی سن: 1948ء) بہار شریعت میں لکھتے ہیں: "جو کھیت بارش یا نہر نالے کے پانی سے سیراب کیا جائے، اس میں عُشر یعنی دسواں حصہ واجب ہے اور جس کی آبپاشی چرسے یا ڈول سے ہو، اس میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ واجب۔ اور پانی خرید کر آبپاشی ہو یعنی وہ پانی کسی کی مِلک ہے، اُس سے خرید کر آبپاشی کی جب بھی نصف عشر واجب ہے اور اگر وہ کھیت کچھ دنوں مینھ کے پانی سے سیراب کیا جاتا ہے اور کچھ دنوں ڈول چرسے سے تو اگر اکثر مینھ کے پانی سے کام لیا جاتا ہے اور کبھی کبھی ڈول چرسے سے تو عشر واجب ہے، ورنہ نصف عشر۔" (بہار شریعت، جلد 1، صفحہ 917، مکتبۃ المدینہ، کراچی، ملتقطاً)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: GUJ-0130

تاریخ اجراء: 12 ذوالقعدۃ الحرام 1447ھ / 30 اپریل 2026ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net